

ہجرت جدشہ: اسباق و نتائج

سید جلال الدین عمری °

(دوسری اور آخری قط)

ہجرت جدشہ کی جو تفصیل اور بیان ہوئی ہے اس سے بعض اہم پہلو سامنے آتے ہیں:

۱۔ خصوصی حالات میں ہجرت: جدشہ ہجرت کرنے کی صحابہ کرامؓ کو اس وقت اجازت دی گئی، جب کہ مکہ کی سر زمین ان کے لیے ننگ ہو گئی، دین پر قائم رہنا دشوار سے دشوار تر ہو گیا، اور دعوت کی راہیں مسدود ہو گئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان جس ملک میں رہتے ہیں، وہاں دین پر عمل کی اگر آزادی ہے، دعوت کے موقع حاصل ہیں اور اس کی راہیں کھلی ہیں تو اس ملک کو چھوڑنے یا اس سے ہجرت کا جواز ان کے لیے نہیں ہے۔ ان کی دینی ذمہ داری ہے کہ وہ وہیں قیام کریں اور دین پر عمل کرتے ہوئے اس کی دعوت و تبلیغ اور سر بلندی کی جدوجہد جاری رکھیں (تلاشِ معاش یا کسی دینی غرض سے کسی ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہونا یا رہائش اختیار کر لینا ہجرت نہیں ہے)۔

۲۔ دین کی محبت کو فوکیت: ہجرت کرنے والوں نے اپنائی بے بسی اور مجبوری کی حالت میں اپنا طفل چھوڑا، گھر بار چھوڑا اور اپنے خویش و اقارب سے قطعی تعلق کیا اور اجنبیت کی زندگی اختیار کی۔ کوئی تن تھا تھا، کوئی جوان یوں اور نہنے اور معصوم بچے کے ساتھ تھا، کسی کے پاس سواری تھی، زیادہ تر پیدل تھے۔ تن پر تقدیر ایک نامعلوم مستقبل کی طرف چل پڑے۔ وہ قدم قدم پر اس بات کا ثبوت فراہم کرتے چلے جا رہے تھے کہ اللہ کا دین ان کے لیے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ اس کے لیے ہر طرح کی قربانی دے سکتے ہیں۔ اسی جذبے نے انھیں دُنیا اور آخرت کی کامیابی سے ہم کنار کیا۔

۳- دارالامن کی طرف: جبکہ ایک غیر اسلامی اور عیسائی سلطنت تھی لیکن وہاں مسلمانوں کو اسلامی عقیدے پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی آزادی تھی۔ تبلیغ کے موقع بھی حاصل تھے۔ اس پہلو سے وہ مہاجرین کے لیے دارالامن بن گیا۔ اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر کسی ملک میں اسلام پر قائم رہنا سخت دشوار ہو جائے اور کوئی دارالاسلام، جہاں مسلمان بھرت کر سکے، موجود نہ ہو تو وہ کسی غیر اسلامی ملک میں جہاں دین پر عمل اور اس کی دعوت و تبلیغ کی آزادی حاصل ہو بھرت کر سکتا ہے۔

۴- حلیف غیر مسلم سے ہمدردی: نجاشی کا ایک حریف، سلطنت کا دعوے دار بن کر اس کے خلاف کھڑا ہوا۔ دونوں کے درمیان معرکہ آرائی کی نوبت آگئی۔ اس میں مسلمانوں کی ہمدردی نجاشی کے ساتھ تھی، اس لیے کہ نجاشی عدل و انصاف کا علم بردار تھا۔ ظلم و زیادتی کو صحیح نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے مملکت میں یہ اعلان کر رکھا تھا کہ کسی شخص کو مسلمانوں پر دوست درازی کی اجازت نہ ہوگی ورنہ اس پر جرمانہ عائد ہوگا۔ اس طرح نجاشی نے ان کے دین اور ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے لیے تحفظ فراہم کیا تھا۔ اس کے حریف کے بارے میں یہ بات قطعیت کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی تھی کہ وہ اسی طرح کارویہ اختیار کرے گا۔ اس لیے مسلمانوں کی ہمدردی نجاشی کو حاصل تھی اور وہ اس کی کامیابی کے آرزومند تھے۔ اس سے یہ بات لکھتی ہے کہ جو مسلمان کسی غیر اسلامی سلطنت میں رہتے ہیں انھیں یہ دیکھنا چاہیے کہ کس فرد یا گروہ کا اقتدار اسلام کے لیے اور خود ان کے لیے بہتر اور مفید ثابت ہوگا اور جو اقتدار بہتر ہو اس کے حق میں ان کی ہمدردی ہونی چاہیے۔

۵- دعوت و تبلیغ کا نیا چیلنج: دعوت و تبلیغ کے معاملے میں بھرت جشہ ایک نیا تجربہ تھا۔ ملکہ میں مشرکین سے سابقہ تھا۔ وہاں شرک کی نامعقولیت واضح کی جا رہی تھی اور توحید کے دلائل دیے جا رہے تھے۔ جبکہ میں مسلمان ایک نئی صورت حال سے دوچار تھے۔ اس عیسائی مملکت میں چاروں طرف عیسائیت کا چرچا تھا اور مسکنی عقاقد زیر بحث تھے۔ بھرت جشہ سے پہلے ملکہ ہی میں سورہ مریم نازل ہو چکی تھی جس میں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحیح حیثیت واضح کی جا چکی تھی۔ ان کی تعلیمات بھی تفصیل سے بیان ہوئی تھیں۔ سورہ کہف میں ابن اللہ کے تصور کی تردید اور عیسائی تاریخ کے بعض واقعات تو حید کی دعوت اور اس پر استقامت کا ذکر تھا۔ اس طرح مہاجرین اس نئی صورت حال کا سامنا کرنے کے لیے پہلے سے علمی اور فکری طور پر تیار تھے۔ نجاشی کے دربار میں اس سے فائدہ اٹھایا اور اس کے مطابق پر قرآن کی تلقینات قرآن ہی کے افاظ میں پیش کیں۔ اس سے یہ نتیجہ لکھتا ہے کہ جس دور میں اور جس ماحول میں جو علمی و فکری سوالات اُبھریں اسلام کی دعوت کے لیے ان کا جواب فراہم کرنا ضروری ہے، ورنہ اسلام کی خانیت ثابت نہ کی جاسکے گی اور دعوت کا حق ادا نہ ہوگا۔

۶۔ ایمان، عزم اور جرأت کی اہمیت: نجاشی اپنے دربار میں اعیان سلطنت اور مذہبی رہنماؤں کے ساتھ موجود تھا۔ وہ سب اسلام سے بے خبر اور عیسائیت کے ماننے والے اور اس کے علم بردار تھے۔ ان کے درمیان حضرت جعفرؑ نے ایمانی جرأت کا زبردست ثبوت دیا۔ اسلام کے عقائد، توحید، رسالت اور آخرت کے تصور اور اس کے اخلاقیات کی وضاحت کی اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں اسلام کے عقیدے کو بے کم وکاست پیش کیا۔ اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ نازک سے نازک حالات میں بھی دین کی ترجیحی اور اس کی تعمیر و تشریع میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی چاہیئے حالات اور ماحول کے زیر اثر اسلام کی ناقص اور نامکمل ترجیحی کی اجازت نہیں ہے۔ ان حضرات کا عزم و حوصلہ اور ایمانی جذبہ قیامت تک داعیان دین کے لیے نمونہ ہے۔

۷۔ حکمران کا قبول اسلام: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نجاشی اسلام لے آئے تھے۔ متعدد واقعات سے ان کا اسلام پر ایمان و یقین، اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور خیرخواہی کا ثبوت ملتا ہے۔ انہوں نے حضرت جعفرؑ کی تقریر سننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنے دربار میں کہا کہ یہی وہ آخری پیغمبر ہیں جن کی بشارت انجلی میں دی گئی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپؐ کی تعلیمات بالکل صحیح ہیں۔ آپؐ سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے موقع ہوتا تو میں آپؐ کی خدمت میں پہنچتا اور آپؐ کے پیر دھوتا، لیکن مملکت پر ان کا اتنا مضبوط کثرتوں نہیں تھا کہ وہ محل کر اسلام کا اظہار کرتے۔ جب شے کے عوام اسے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ جب دہاں کے لوگوں کو یہ محسوس ہوا کہ ان کا عقیدہ بدل گیا ہے تو وہ بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اس صورت حال کے پیش نظر نجاشی نے حضرت جعفرؑ اور اُن کے ساتھیوں کو اپنے پاس بنا لیا۔ ان کے لیے کشتوں کا انتظام کیا اور کہا کہ آپ حضرات ان کشتوں پر سفر کے لیے تیار ہیں۔ اگر مجھے فکست ہو جائے تو جہاں چاہیں چلے جائیں۔ لیکن اگر مجھے فتح حاصل ہو تو حسب سابق میں قیام کریں۔ پھر ایک تحریر لکھی جس میں کلمہ شہادت اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدًا عبدہ و رسوله تھا اور یہ بھی تھا کہ نجاشی اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اہن مریم اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کی روح تھے اور اس کا کلمہ تھے جسے اس نے مریم کے اندر پھونکا تھا۔ اس تحریر کو نجاشی نے اپنی عبا کے نیچے دائیں جانب رکھ چھوڑا۔ اس کے بعد جیشہ کے باغی گروہ کے پاس پہنچا۔ وہ اس کے مقابلے کے لیے صفائی دے تیار تھے۔ ان سے کہا: لوگو! کیا میں اس ملک پر حکومت کا سب سے زیادہ مُحتَقن نہیں ہوں؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں آپؐ ہی اس کے مُحتَقن ہیں۔ نجاشی نے سوال کیا کہ: تم نے میرے اخلاق اور میری سیرت کیسی دیکھی؟ لوگوں نے جواب دیا: آپؐ بہتر سیرت کے مالک ہیں، لیکن آپؐ نے ہمارا دین ترک کر دیا ہے اور یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بندے تھے۔ نجاشی نے

ان سے سوال کیا کہ: حضرت عیسیٰ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ: ہم انھیں ابن اللہ سمجھتے ہیں۔ اس پر نجاشی نے عبا کے اوپر سے سینے پر ہاتھ رکھا اور کہا: عیسیٰ ابن مریم اس سے زیادہ کچھ نہ تھے۔ (نجاشی کی مراد اس تحریر سے تھی جو ان کی عبا کے نیچے تھی لیکن جمع نے سمجھا کہ وہ ان کے خیال کی تائید کر رہے ہیں)۔ وہ خوش اور مطمئن ہو گئے اور بغاوت مل گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک بھی یہ بات پہنچی تھی۔ (ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ: ۱/۳۷۸-۳۷۹۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ: ۲/۲۸-۲۹)

۸- باحیثیت الفراد کی مجبوریاں: اس سے یہ بات نکلی ہے کہ ایک عام آدمی ہی نہیں، صاحب حیثیت اور باقدار فرد بھی ایسے حالات میں گھر سکتا ہے کہ وہ اپنے ایمان کا اعلان اور اظہار نہ کر سکے۔ شریعت پر نجاشی کس حد تک عمل کر رہے تھے اس کی تفصیل نہیں ملتی۔ شریعت پر کھل کر عمل کرنا شاید ان کے لیے ممکن نہ تھا۔ اتنی بات طے ہے کہ وہ حج، بھرت جسٹ اور چہار جیسے احکام پر عمل نہیں کر سکے اور اپنی مملکت میں اسلامی احکام بھی نافذ نہ کر سکے۔ لیکن اس کے باوجود کفر و شرک کے ماحول میں اسلام اور مسلمانوں سے ان کی ہمدردی جاری رہی۔ مہاجرین کو اپنے ہاں جگہ دی۔ ان کے ساتھ بہتر سلوک کیا۔ ان کی ہر طرح حفاظت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر حضرت ام جبیہؓ کا آپ سے نکاح کیا اور بڑے اہتمام سے رخصت کیا۔ (طبلی، السیرۃ الحلبیۃ: ۲/۵۸-۵۹)

حضرت جعفرؑ کا قافلہ جب روانہ ہونے لگا تو کشتیاں فراہم کیں، سفر کا انتظام کیا اور پورے ساز و سامان کے ساتھ روانہ کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے رویے اور سلوک کی اطلاع دیں، یہ میرا ایک ساتھی (عزیز) آپ حضرات کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا رہا ہے۔ گلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ آپ حضرات حضورؐ سے درخواست کریں کہ وہ میری مغفرت کی دعا فرمائیں۔ خیر پہنچنے پر نجاشی کے روانہ کر دہ شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت جعفرؑ یہاں موجود ہیں، آپ ان سے دریافت فرمائیں کہ نجاشی کا رویہ ان کے ساتھ کیسا تھا اور ان کا عقیدہ کیا ہے؟ حضرت جعفرؑ نے تفصیل بتائی اور کہا کہ وہ آپؑ پر ایمان رکھتے ہیں اور آپؑ سے دعا کی درخواست کی ہے۔ آپؑ نے وضو کیا اور تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ! نجاشی کی مغفرت فرم۔ اس پر مسلمانوں نے آمین کہا۔ (ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ: ۲/۱۶)

نجاشی کا ۹ بھرجی میں انتقال ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع می تو آپؑ نے مدینہ میں منادی کرائی کہ جب شے کے ایک صالح بندے کا انتقال ہو گیا ہے۔ لوگوں چلواس کی نماز جنازہ پڑھو، اس کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔ ایک اور روایت کے لفاظ ہیں: تمہارے بھائی احمد (نجاشی کا نام) کا انتقال ہو گیا ہے، چلواس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ چنانچہ آپؑ لوگوں کو لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے اور نماز پڑھی۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ نے نجاشی کی نمازِ جنازہ اس لیے پڑھی کہ جب شہ میں ان کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی۔ ان کے قریب ایسے لوگ نہیں تھے جو اسلام پر ایمان رکھتے اور نمازِ جنازہ پڑھتے ہوں۔^(۱) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نجاشی کس طرح کے ماحول میں گھرے ہوئے تھے۔ اس طرح کے حالات اور ماحول میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے انھوں نے جو کچھ کیا شاید اس سے زیادہ وہ نہیں کر سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مجبور یوں اور معذور یوں کے ساتھ ان کے ایمان اور خلوص کی تصدیق فرمائی۔ ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور مغفرت کی دعا فرمائی۔ ان کی کامیابی کی اس سے بڑی ولیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

(ب) شکریہ سہ ماہی تحقیقات اسلامی، علی گڑھ ۲۰۰۰ء)

حوالی

- ا بن کثیر السیرۃ السنبویۃ: ۳۰-۲۹، غائبانہ نمازِ جنازہ پر فقہا کے درمیان اختلاف ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے، فتح الباری: ۵۳۳-۵۳۵/۳

داخلہ برائے سال اول

پری میڈیا یکل، پری انجینرنگ، آئی سی ایس، آئی کام، جنرل سائنس، آرٹس

منصورہ ماذل ڈگری کالج

آغاز داخلہ 11 جولائی 2001ء

منصوری سکالر شیپ گیم

میٹر کے امتحان میں 650
سے زائد نمبر لینے والے طلباء
کے لئے خصوصی وظائف

اللی سمارٹ لیم

تریننگ کے سارے اسٹریڈ ماحول

بڑھتے ہوئے کمپنیوٹس اسٹریڈ لیم

سویڈی سائنس لیمہ ورچ

پاٹل کی سٹریڈ

کام اور مذاہجیوں کی نیویڈا

پاٹھمیٹ سس

وڈیو یون کے اسٹریڈ ماحول

پر سکون ماحول میں مسلسل قدریں دیکھنے پر جاہ